کے "مشاہدات ومحسوسات" کا تذکرۂ دلنواز

تجلیاتِ حرمین

موسوم بہ اسمِ تاریخی

رابطۂ بخشش

۱۴۱۹ھ

طالبِ دعا

ابو المیزاب اویس رضوی

اسکے لازمطبوعات

مکتبہ ضیائیہ

ضیاء العلوم U-128 بازار تکواڑاں راولپنڈی

Email : ziauloom@isb.paknet.com.pk

Design by : M.Ishaq Zafar Zia-ul-Uloom Computer Center
D, Block S.Town Rawalpindi Pak Ph: 4419999

نتیجۂ فکر

زائرِ حرمین "عبد خیر البشر"

طارق سلطانپوری

تجلیاتِ حرمین

طارق سلطانپوری

مکتبہ ضیائیہ راولپنڈی

297.352
طار

www.facebook.com/owaisoloGy

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ

حج بیت اللہ زاد اللہ شرفہا اور زیارتِ روضہء مقدسہ
حضور پُرنور، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
کے "مشاہدات ومحسوسات" کا تذکرۂ دلنواز

تجلیاتِ حرمین

موسوم بہ اسمِ تاریخی

"رابطہء بخشش"

۱۴۱۹ھ

زائرِ حرمین

"عبد خیر البشر" (۱۴۱۹ھ)

طارق سلطانپوری

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا
وقف لائبریری

طالبِ دعا

ابو المیزاب اویس رضوی

تجلیاتِ حرمین

مسمّٰی بہ اسمِ تاریخی

۱ "گلشنِ ترو تازہ" (۱۴۱۹ھ)

۲ "بارشِ فیضِ طیبہ" (۱۴۱۹ھ)

۳ "غیثِ کرم مصطفی" (۱۹۹۹ء)

"عبد خیر البشر"
۱۴۱۹ھ

مرکز تحقیقات امام احمد رضا
رضا لائبریری

طارق سلطانپوری

طالبِ دعا

ابو المیزاب اویس رضوی

سالِ سفر نویدِ ظفر کے مادہ ہائے تاریخ

" صراطِ فیض مصطفی"
۱۴۱۹ھ

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، رضوان من اللہ"
۱۹۹۹ء

" زیبِ لا تقنطو من رحمۃ اللہ"
۱۴۱۹ھ

"بابِ توصیف حضرت"
۱۹۹۹ء

" ارمغانِ جہانِ نیاز"
۱۴۱۹ھ

"مہکِ گلشنِ نعتِ حضور"
۱۹۹۹ھ

" چراغِ بزمِ محبتِ رسول "
۱۹۹۹ء

" سوادِ نعتِ حضرت"
۱۹۹۹ء

" دربارِ فیض آثار "
۱۹۹۹ء

﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

تاثرات و مُشاہدات

سفرِ سعادت وفضیلت

کہاں میں کہاں یہ مقام اللّٰہ اللّٰہ

"نگاہ فضل رب العٰلمین"	۱۴۱۹ھ
" نعیم فیضان حرمین"	۱۴۱۹ھ
" بُزرگ منظر"	۱۴۱۹ھ
"مجلس غفور"	۱۴۱۹ھ
" نقش عظمت الحق"	۱۹۹۹ھ
"منظر محبوب عرفات"	۱۹۹۹ھ
" حسین مناظر منٰی"	۱۴۱۹ھ
"مغفرت مآب لیل مزدلفہ"	۱۹۹۹ھ
"حاضری ء قریہ پاک نبی"	۱۴۱۹ھ
"شہر کرم و رحمت"	۱۴۱۹ھ
"عنایت بے غایتِ حبیب پاک"	۱۹۹۹ھ

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

انتساب

(۱)

دنیا کے بتکدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا

سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

☆☆☆

خاکِ طیبہ از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ دروے دلبر است

☆☆☆

اے فروغت صبح اعصار و دہور
چشم تو بینندہ ما فی الصدور

چشمِ اُو بر زشت وخوب کائنات
در نگاہ او غیوبِ کائنات

☆☆☆

بہ مصطفیٰ بہ رساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

(۲)

حاجیو ! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

☆☆☆

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

☆☆☆

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں
مانگتے تاج دار پھرتے ہیں

اس طرف روضہ کا نور اس سمت منبر کی بہار
بیچ میں جنت کی پیاری پیاری کیاری واہ واہ

☆☆☆

اس بہ طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اس ارمغانِ نیاز کو درج بالا ذوق افروز و عشق آموز، شوق انگیز و محبت خیز، فقید المثال اشعار کے خالق عظیم المرتبت عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) نابغہ مشرق حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال نورہ اللہ مرقدہ،

(۲) عبقری الآفاق مجدد مائۃ حاضرہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ محمد احمد رضا خان القادری البریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی سے منتسب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

گرچہ خوردیم، نسبتے ست بزرگ
ذرّہ آفتابِ تابانیم

طالبِ دعا
"خادمِ خدام مدینہ پاک" (۱۴۲۲ھ)
محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری
ابو المیزاب اویس رضوی

﴿وقارِ تاریخ طباعت﴾

۲۰۰۰ء

گنجینۂ سخن تجلیاتِ حرمین

۲۰۰۰ء

طرب آمیز تجلیاتِ حرمین

۱۴۲۱ء

تصنیفِ اقصح الکلام طارقؔ سلطانپوری

۲۰۰۰ء

مکے مدینے کا سفرنامہ ہے یہ حسین تر
رکھیں گے سر پہ بالیقیں اس کو ہر ایک خاص وعام

طارقؔ وہ خوش نصیب ہیں جن پر ہوا ہے فضلِ رب
حبِّ رسول کے سبب حاصل ہے ان کو یہ مقام

آئے ہیں بن کے حاجی و زائرِ روضۂ نبی
سجدے کئے ہیں شکر کے راہِ سفر میں گام گام

آقا کے در کی حاضری ہے مغفرت کی اک سند
ان کے سفر کی روئداد دیتی ہے ہم کو یہ پیام

سالِ طبع کی فکر تھی صابرؔ صدا یہ دل نے دی
کہدو "تجلیات ہے بے مثل زینتِ انام"

۲۰۰۰ء

(صابر برابری کراچی ۲۸)
فروری سنہ ۲۰۰۰ء

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

﴿تجلیاتِ حرمین﴾

"سرورِ دل فروغِ روح"
۲۰۰۰ء

(سرور انبالوی)

عرب کی سرزمیں سے چاند ابھرا اور یوں چمکا
کہ قلب و روح کی ایک ایک بستی جگمگائی ہے

دریچے خلد کے وا ہو گئے اور بخت جاگے ہیں
گھٹا رحمت کی اُمڈی اور گنہگاروں پہ چھائی ہے

وہ جن کے در پہ شاہانِ زمانہ سر جھکاتے ہیں
خرد نے دولتِ خود آگہی اس در سے پائی ہے

اسی در پر مبارک ہو تجھے طارقؔ جبیں سائی
کہ فضلِ حق سے دل کی آرزو آخر بر آئی ہے
سرور انبالوی بادِ صبا آئی مدینہ سے
"سرورِ دل فروغِ روح" کا سامان لائی ہے
۲۰۰۰ء

(راولپنڈی ۱۹ مارچ ۲۰۰۰ء)

﴿سوز و ساز آرزومندی﴾
(حصہ اوّل)

اے خنک شہرے .....

ذکرِ آقا میں اب ہر لمحہ گزرتا ہے مرا
سلسلہء شب و روز و مہ وصال اچھا ہے

جس قدر شہرۂ آفاق ہیں شہر، اُن سب سے
شہر پُر نور شہِ حُسن و جمال اچھا ہے

ایک مدت سے ہے مشتاق مدینہ طارقؔ
ہر نئے سال پہ کہتا ہے یہ سال اچھا ہے

(۲/ دسمبر ۹۸ء)

غلام آپ کا ہوں اور تھے اب وجد بھی
نسب ، یہی ہے مِرا نام یا رسول اللہ

درِ کرم پہ بلائیں ، وہیں رکھیں مجھ کو
وہیں ہو زندگی کی شام یا رسول اللہ

دکھائیں اپنا جمالِ جہاں فروز مجھے
عطا ہو نعت کا انعام یا رسول اللہ

مِرے نصیب پہ شاہانِ دَھر رشک کریں
کچھ ایسا ہو مِرا انجام یا رسول اللہ

شہیر بزمِ جہاں نعت سے ہوا طارقؔ
زمانے میں تھا یہ گمنام یا رسول اللہ

(۵ دسمبر ۹۸ء)

زائرین طیبہ میں ہوتا ہے کب میرا شمول
مُنتظر ہوں میں بھی اُن کی رہگذر کے سامنے

میری مٹی کو اُڑا لے جائے طیبہ کی ہوا
مجتمع کر دے درِ خیر البشر کے سامنے

ایک دن سرکار کے در پر پہنچ جاؤنگا میں
فاصلے کیا ہیں ، مِرے عزمِ سفر کے سامنے

صدمۂ فرقت سے طارقؔ دل ہے گرچہ مضطرب
وہ سدا رہتے ہیں میری چشمِ تر کے سامنے

☆☆☆☆☆

نظر میں رہتا ہے ہر وقت گُنبدِ خضرا
خیال شہرِ نبی دل سے دُور ہوتا نہیں

بُلا ہی لیجئے طارقؔ کو بابِ رحمت پر
اب انتظار زیادہ حضور ہوتا نہیں

☆☆☆☆☆

میری مہجوری و دُوری کی وہ رکھتے ہیں خبر
کرتی رہتی ہے صبا نامہ رسانی میری

ایک دن مجھ کو بُلائیں گے وہ طیبہ میں ضرور
اُن سے پوشیدہ نہیں اشک فشانی میری

اُن کے عاشق کا بالآخر ہے ٹھکانہ طیبہ
رُکنے والی نہیں اب نقلِ مکانی میری

جو چارہ ساز ہیں میرے وہ جانتا ہے اُنہیں
مِرے لئے مُتفکر طبیب ہوتا نہیں

مُدام ہے دل طارقؔ میں یاد کوئے حبیب
جُدا گلاب سے یہ عندلیب ہوتا نہیں

اب ہجر کا آزار بہت بڑھ گیا حد سے
کس کس کو بُلاتے ہو ہمیں بھی تو بُلا لو

دُنیا میں بھی ، عُقبیٰ میں بھی کوئی نہیں میرا
مُجرم ہوں مجھے دامنِ رحمت میں چھپا لو

مُدت سے شبِ تار میں محصور ہے طارقؔ
اِس پر بھی توجہ ذرا طیبہ کے اُجالو !

☆☆☆☆☆

﴿حرفِ تشکر﴾

(ایک مہربان کی طرف سے تحفۂ حرمین وصُول ہونے پر)

حَرمین کی ہو جائے میسر جو زیارت
اِس سے نہیں بڑھ کر کوئی خُوش بختیٔ دارین

ممنون ہوں تہ دل سے ترے لُطف و کرم کا
پہنچا ہے ترا بھیجا ہوا تحفہ حرمین

بیوی مری بیٹی بھی ہیں تیری متشکّر
حرمین کی مُشتاقِ زیارت ہیں دن رَین

ہم تینوں بھی حج کے لئے جائیں یہ دعا کر
پُوری یہ تمنا ہو بہ حقِّ جدِّ حَسنَیْن

☆☆☆☆☆

مسعود ہر انسان کی منزل ہے مدینہ
ہر صاحبِ ایمان کی منزل ہے مدینہ

ہر قافلۂ عشق رواں ہے سُوئے طیبہ
ہر جادۂ عرفان کی منزل ہے مدینہ

ممنون ہوں ، اظہارِ تشکر ہے ضُروری
شرمندۂ احسان کی منزل ہے مدینہ

پہنچوں گا یقیناً کسی دن پڑھتا ہوا نعت
آقا کے ثناء خوان کی منزل ہے مدینہ

طارقؔ نے رہِ نعت چُنی سوچ سمجھ کر
عجمی سگِ حسان کی منزل ہے مدینہ

☆☆☆☆☆

یوں دیکھنے کو دہر میں کیا کیا نہیں دیکھا
یا رب ابھی وہ گنبدِ خضرا نہیں دیکھا

تقدیس و طہارت میں ہے جو اپنی مثال آپ
طیبہ کا وہ ماحول سُہانا نہیں دیکھا

بینائی سلامت رہے یا رب ، مِری جاں بھی
میں نے ابھی شہرِ شہِ والا نہیں دیکھا

وہ بلا لیں مجھے در پر ، انہیں کیا مشکل ہے
ورنہ میرے لئے یہ کام بڑا مشکل ہے

☆☆☆☆☆

کوئی سفر نہیں جو نہیں کوفت کا سبب
راہ مدینہ ہے تو مسرت سفر کی ہے
بے حاضریٔ طیبہ کہیں ختم ہو نہ جائے
اب مجھ کو فکرِ زندگیٔ مختصر کی ہے

نورِ نبی ، مقامِ نبی ، عظمتِ نبی
حیرت کی بات کیا جو بشر کو خبر نہ ہو
روضہ کی جالی ، سنگِ در سید البشر
یوں چوم لوں کہ حاجبِ در کو خبر نہ ہو

☆☆☆☆☆

در پر بلائیں مجھ کو بھی مختارِ کائنات
سرکار کے لئے یہ کرم کیا عسیر ہے ؟

خوش بخت کئی لوگ مدینے کو چلے ہیں
اِک ہم ہیں کہ حسرت سے اُنہیں دیکھ رہے ہیں

☆☆☆

ہر سال ہم نے منزلِ طیبہ کے قافلے
رُخصت کئے ہیں اشک بہا کے اُٹھا کے ہاتھ

☆☆☆

خُدا مجھ کو بھی اُن میں فرمائے شامل
مدینے کو جو لوگ ہیں جانے والے

☆☆☆

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

اُن کے درِ کرم پہ پہنچنے کی دیر ہے
جائیں گے خندہ لب جو دکھے دل سے آئے ہیں

ہر وقت اُن کے در پہ ہے عشاق کا ہُجوم
کچھ دور کچھ قریب کی منزل سے آئے ہیں

کیا کیا ہے اُن پہ رشک ہمیں جو سعید لوگ
ہوکر رسُول پاک کی محفل سے آئے ہیں

بریاں ہے مِرا قلبِ حزیں فرقتِ شہ میں
گریاں ہے مری چشمِ طلب گارِ محمد

طارقؔ بھی الٰہی ! درِ سرکار پہ پہنچے
اِک سوختہ جاں بلبلِ گلزارِ محمد

☆☆☆☆☆

﴿یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(چشمِ رحمت بکُشا سوئے من انداز نظر)

(ایک مہربان عازم حرمین الشریفین کے ذریعے درج ذیل التجا
حضورِ پُرنور ﷺ کی خدمت میں ارسال کی گئی)

(۱۰، نومبر ۹۷ء)

(۱) حضور میرے گُناہوں کا کچھ حساب نہیں
مگر ہے آپ کے فضل وکرم پہ پُورا یقیں

(۲) حضور میری خطائیں ہیں حصر و حد سے سوا
شفاعتی لکبائر سے حوصلہ ہے بڑا

(۳) مِرے خُدا نے بڑا ارجمند مجھ کو کیا
بنایا آپ کا وصّاف دے کے ذوقِ ثنا

(۴) فقط یہی ہے اگر مجھ میں وصف ہے کوئی
مِرا شعار ہے سرکار کی ثنا گوئی

(۵) ثنائے نورِ خدا اور کہاں یہ خاکِ حقیر
ضرور ہے یہ خصوصی عطائے ربِ قدیر

(۶) اور اس میں آپ کا لطف وکرم بھی شامل ہے
وگرنہ آپ کی توصیف کارِ مُشکل ہے

(۷) سلیقہ ہے نہ مجھے کچھ شعُورِ مدحت ہے
عطا خُدا کی ہے یہ آپ کی عنایت ہے

(۸) یہ میرا ذوقِ ثنا اور بھی سوا ہوجائے
مجھے کچھ اور بھی حُسن بیان عطا ہو جائے

(۹) مِری حیات کہ جس کا نہیں بھروسہ کوئی
گزر رہی ہے، عبث اس کی ایک ایک گھڑی

(۱۰) حضور آپ پہ قربان میں مرے اب وجد
نہیں ہے آپ کے جو دونوال کی کوئی حد

(۱۱) زیارتِ درِ والا نصیب ہو مجھ کو
قیام شہرِ مدینہ نصیب ہو مجھ کو

(۱۲) حضور آپ بُلائیں تو دیر ہی کیا ہے
اگر مدینہ نہ دیکھوں تو زندگی کیا ہے

(۱۳) نہ زادِ راہ نہ رختِ سفر میسر ہے
غم فراق کی کاہش مگر میسر ہے

طالبِ دعا
ابوالمیزاب ادیس رضوی

(۱۴) مِرا وفات سے پہلے یہ پورا ارماں ہو
رہِ حرم کا میسر مجھے بھی ساماں ہو

(۱۵) یہ خُوش نصیبی مِرے خاندان کو بھی مِلے
جو مُنتظر ہے عنایت کا ایک مُدت سے

(۱۶) مُنیرہ اور مُنیرہ کی ماں پہ بھی ہو کرم
اُنہیں بھی در پہ بُلا لیجئے مِرے منعم

(۱۷) خدا کے بعد فقط آپ کا سہارا ہے
ہمارا آپ کی خیرات پر گزارا ہے

(۱۸) قُبول طارقِ مہجورؔ کا سلام کریں
خصوصی اِس پہ کرم شاہِ ذُو الکرام کریں

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

یہ لُطفِ خاص بھی اب وہ گدا نواز کرے
مجھے بھی گامزن جادۂ حجاز کرے
رہِ حرم میں مجھے بھی ادب شناس کوئی
رفیقِ راہ بنائے شریکِ راز کرے

یہ سوچتا ہوں کہ بے دیدِ طیبہ کیا ہو گا
اگر وفا مِری عمر گریز پا نہ کرے
کسی طرح جو پہنچ جاؤں تو قیامت تک
خُدا حضور کے در سے مجھے جُدا نہ کرے

اِس سال بھی طیبہ سے بُلاوا نہیں آیا
دن قافلے جانے کے قریب آئے ہوئے ہیں

☆☆☆

لائیگی صبا حاضری کا مژدہ کسی روز
طارقؔ شبِ ہجراں کی سحر ہو کے رہے گی

طارقؔ قریب ہے درِ خواجہ پہ حاضری
اب اور انتظار کرایا نہ جائے گا

☆☆☆☆☆

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

رسید مُژدہ کہ ایامِ غم نخواھد ماند

حصہ دوم :

کریماں کہ در لُطف بالا تر اند
سگاں پرورند و چُتیں پرورند

(درخواستِ حج کی منظوری کی خوشخبری سُننے پر ارتجالاً یہ اشعار کہے گئے)

لایا نویدِ حاضریٔ شہر ہائے پاک
آمد سعید آج مرے نامہ بر کی ہے
میں نے گزاری اس کی تمنا میں ایک عمر
یہ کیفیت جو آج مری چشمِ تر کی ہے

(۱۵ دسمبر ۱۹۹۸ء)

☆☆☆☆☆

مُدّت سے تھا تہی مِرا دامانِ آرزو
صد شکر اس نے گوہرِ مقصود پا لیا
میں رُو سیاہ تو نہ تھا قابل مگر مجھے
اللہ نے حضور کے صدقے بلا لیا

مدینے سے بُلاوا آ گیا ہے
پیامِ رُوح افزا آ گیا ہے
ہُوا آسان ، مُشکل تر تھا جو کام
حقیقت بن کے سپنا آ گیا ہے
وہ موقع ، انتظارِ سخت جس کا
مجھے اِک عُمر سے تھا ، آ گیا ہے
اب اُن کے در پہ پہنچوں گا یقیناً
مجھے پلکوں سے چلنا آ گیا ہے

(۱۵ دسمبر ۱۹۹۸ء)

کرم اس سے زیادہ اور کیا ہو
بُلایا ہے خُدا نے اپنے گھر میں

خبر جب سے سُنی ہے اِس کرم کی
دو عالم ، ہیچ ہیں میری نظر میں

شرف حاصل ہُوا ہے مُنفرد یہ
حیات بے ثبات و مختصر میں

طلب کرنے پہ اُڑ کر جا رہا ہوں
سکت اب آ گئی ہے بال و پر میں

حضر سے بڑھ کے حاصل ہو گی راحت
مُسافر کو مدینے کے سفر میں

ادا ہونگیں نمازیں ، اللہ اللہ
مُبارک مسجد خیر البشر میں

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

تمنا ہے جو باقی زندگی ہے
گزر جائے اُنہی شام و سحر میں

جبیں ہو جائے جذب اے کاش میری
محمد مصطفیٰ ﷺ کے سنگِ در میں

اب ہو جاؤں مقیم کوئے محبوب
بہت گھوما جہان خشک و تر میں

جمالِ گنبدِ خضرا الٰہی
دمِ آخر ہو طارقؔ کی نظر میں

(۲۰دسمبر ۱۹۹۸ء)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

مُجھ میں تو نہیں کوئی ہُنر ، کیسا لگے گا
میں اور درِ خیرِ بشر ، کیسا لگے گا

دیکھا ہے کئی بار جسے خواب میں میں نے
دیکھونگا جب آنکھوں سے وہ در کیسا لگے گا

اِک سہل طلب کا ہے مدینے کا ارادہ
لوگوں کو مِرا عزمِ سفر کیسا لگے گا

جاؤنگا جب اللہ کے گھر سے سُوئے طیبہ
اللہ کے محبوب کا گھر کیسا لگے گا

کیفیتیں لفظوں میں بیاں ہو نہیں سکتیں
مت پوچھ ، مدینے کا سفر کیسا لگے گا

پہنچونگا کسی روز جب اُس شہرِ کرم میں
یہ سلسلۂ شام و سحر کیسا لگے گا

حد میرے گناہوں کی نہیں ہے کوئی ، مجھ کو
وہ رحمت وافت کا نگر کیسا لگے گا

پُھولا ہے چمن خوب مِری نعت کا طارقؔ
جو اِس پہ لگے گا وہ ثمر کیسا لگے گا

(۳ جنوری ۱۹۹۹ء)

☆☆☆☆☆

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

نعت معلیٰ

کے بود یا رب کہ رو در یثرب و بطحا کنم
گہ بہ مکہ منزل وگہ درِ مدینہ جا کنم

بردر باب السلام آیم و گریم زار زار
گہ بہ باب جبرئیل از شوق واویلا کنم

یا رسول اللہ بہ سوئے خود مرارا ہے نما
تا زِ فرق سر قدم سازم زدیدہ پا کنم

آرزوئے جنت الماویٰ بروں کردم زدل
جنتم ایں بس کہ برخاکِ درت ماویٰ کنم

ہر دم از شوقِ تو معذورم اگر ہر لحظہ
جامی آسا نامہ شوق دگر انشا کنم

(جامی)

بیٹھے ہیں ہم تصورِ جاناں کئے ہوئے

(مولانا نورالدین عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
کی "کیفیت انتظار" کا ترجمہ منظوم)

کون سا ہو گا وہ دن یا رب کہ بطحا جاؤنگا
جلوۂ زارِ مکہ دیکھونگا ،مدینہ جاؤنگا

خُلد نظارہ ، جناں بر دوش ہو ، باب السلام
یا ہو بابِ جبرئیل آنسو بہاتا جاؤنگا

اپنے در پر ، یا رسول اللہ ، بُلا لیجئے مجھے
سر کے بل جاؤنگا ، باذوقِ تماشا جاؤنگا

مجھ کو جنت کی نہیں ہے آرزو ، در آپ کا
ہے مِری جنت ، نہ میں اِس در سے حاشا جاؤنگا

میں ہوں معذور اضطراب و اشتیاقِ دید میں
ہر گھڑی لکھتا ہوں نامہ اور لکھتا جاؤنگا

(۳ جنوری ۱۹۹۹ء)

روانگی

(۹ مارچ ۱۹۹۹ء)

جس کا اِک عمر سے مجھے طارقؔ تھا انتظار
"شکرِ خُدا کہ آج گھڑی اُس سفر کی ہے"

یہ لطفِ بے کراں ہے خُدائے کریم کا
یہ بخشش عمیم شہِ بحر و بر کی ہے

احباب جمع ہیں مِری رُخصت کے واسطے
ڈوبی ہوئی خُوشی میں فضا میرے گھر کی ہے

بے زیب یہ بہ فضل محمد نہ تھا کبھی
سج دھج کچھ اور ہی مگر دیوار و در کی ہے

پہلا سفر ہے مُلک سے باہر مِرا ، خوشا
طارقؔ یہ خاص بات مِرے اِس سفر کی ہے

طالبِ دعا

☆☆☆☆☆

ابوالمیزاب اویس رضوی

(جب پہلی نظر خانہء کعبہ پہ پڑی تھی)

﴿۱۰/ مارچ ۹۹ء﴾

مصطفیٰ بھی اس کا کرتے تھے طواف
بزمِ آب وگِل سجی جن کے لئے

واقعی دیدار بیتُ اللہ کا
ہے بڑا اعزاز مومن کے لئے

میں بھی سائلِ بن کے آیا ہوں یہاں
حُسنِ ظاہر، زیبِ باطن کے لئے

آج کعبہ ہے مرے پیشِ نظر
"دن گنے جاتے تھے اِس دن کے لئے"

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

کر رہا ہوں نظارہ کعبے کا
میں کہ ہوں کمتر از خس وخاشاک

ربِ کعبہ کی یہ عنایت ہے
یہ ہے احسانِ سیدِ لولاک

سرِ اَفلاک ہے دماغ مرا
گرچہ موجود ہوں تہِ افلاک

ایک آہو حرم میں ہے محفوظ
ڈر شکاری کا ہے نہ دام کا باک

آج میں ہوں خُدا کے گھر میں مُقیم
اب نہیں مضطرب دلِ صد چاک

اِس کی تاریخ ہو گئی موزوں
"خوبیِ وزیبِ خانہ کعبہء پاک"
۱۹ ۱۴ ھ

۱۵ مارچ ۱۹۹۹ء

﴿ پھلا وہ گھر خُدا کا ﴾

(1)

خانۂ کعبہ ہے تقدیس وتجلّی کا امیں
دیدہ زیب و دل ربا و دل نواز و دل نشیں

دل کشا و دل کش و دلدار و دل آویز ہے
اِس کی چھب سے عاشقوں کے دل کی دھڑکن تیز ہے

اِس کی سج دھج سے خجل مہ پیکرانِ حلہ پوش
چودھویں کا چاند اس کے سامنے حیرت فروش

مظہر مستوری و یکتائی پروردگار
اہلِ شوق اس پر تصدّق اہلِ دل اس پر نثار

اِس کے آگے بادشاہوں کی خمیدہ ہے جبیں
تاجداروں ، کج کلاہوں کی خمیدہ ہے جبیں

اِس کی رعنائی سے ہے رعنائی رُوئے حیات
روشن اِس سُورج کی کرنوں سے ہے بزمِ کائنات

جلوۂ حُسنِ ازل کا اس سے ملتا ہے سُراغ
اِس کے نظارے سے ہاتھ آتا ہے رُوحانی فراغ

اِس کا نظارہ گُنہگاروں کو پیغام نجات
اِس کے درشن سے بدل جاتا ہے اندازِ حیات

اِس کے دامن سے لپٹ جاتے ہیں اہلِ آرزو
اِس کو پاکر سب سے کٹ جاتے ہیں اہلِ آرزو

دولتِ بیدار اِس کی دید ، غافل کے لئے
اکِ جھلک اِس کی حیاتِ جاوداں دل کے لئے

مِلت بیضا کے ربط وضبط واستحکام کا
خانۂ کعبہ ہے مرکز شوکتِ اسلام کا

آسماں کو اِس کے کر و فر کا اندازہ نہیں
اِس کے حُسنِ زندگی پرور کا اندازہ نہیں

یہ تجمل آسماں والوں کی قسمت میں کہاں
یہ حسیں جلوے جناں والوں کی قسمت میں کہاں

شانِ ہر لحظہ بہ اندازِ دگر دکھلائے ہے
"یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے"

طالبِ دعا

ابوالمیزاب اویس رضوی

(۱۱ مارچ ۱۹۹۹ء)

﴿کعبہء مشرّفہ﴾

زادھا اللہ شرفا وکرامۃ

(۲)

اُجلا کالا غلاف پہنے ہوئے
ایک مُحدود سی عمارت ہے

یہ خُدائے غُفور کا گھر ہے
مُنفرد اس کی قدر وعظمت ہے

جو ہیں عصیاں شعار اُن کے لئے
مرکز عفو وجائے رحمت ہے

بندگی کی تو بات ہی کیا ہے
اِس کا دیدار بھی عبادت ہے

اِس کا معمار ہے وہ مردِ جلیل
جسکو حاصل خدا کی خلت ہے

خاتم الانبیاء کا جو ہے بزرگ
جس کا گھر خانہء نبوت ہے

اس پہ ہے خاص التفاتِ خُدا
اس پہ ہر دم نزول رحمت ہے

جس میں جاری نہ ہو طواف اِس کا
کوئی لمحہ نہ کوئی ساعت ہے

اہلِ حق جمع ایک مرکز پر
طرفہ وحدت ، عجیب کثرت ہے

اِس کی ہر سمت ہے رکوع وسجود
یہ سماں کتنا خوبصورت ہے

نصب ہے اِس کے ایک کونے میں
سنگِ اسود جو دستِ قُدرت ہے

اِس کا اعزاز تو کوئی دیکھے
بوسہ گاہِ شہِ رسالت ہے

مُلتزم یعنی باب بیتُ اللّٰہ
باب بخشش کا در حقیقت ہے

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

دیدنی ہے گناہ گاروں کی
طلب عفو کی جو نُدرت ہے

جُرم وعصیاں کا ہے شدید احساس
اشک باری بہ صد ندامت ہے

کوئی اس سے نہ جائے گا محروم
یہ درِ بارگاہِ رحمت ہے

جو ہے قطعہ حِطیم سے موسوم
اُس میں بھی عاصیوں کی کثرت ہے

جو کرے گا نماز اِس میں ادا
خوش نصیب و خجستہ قسمت ہے

جو ہے کعبہ کا اختصاص و شرف
اِس کی بے شک وہی فضیلت ہے

چاہِ زمزم پہ روز وشب ہر وقت
پینے والوں کی اکثریت ہے

کوئی پانی نہیں مثیل اس کا
آبِ زمزم کی اپنی لذت ہے

ہاجرہ کا عمل ہوا مقبول
زمزم اس بات کی علامت ہے

کئی بیماریوں کی ہے یہ شفا
چارہء شدتِ حرارت ہے

کوئی قدغن نہیں ہے ، پیاسا کوئی
جس قدر پی سکے ، اجازت ہے

بے حد وبے حساب میں نے پیا
آج تک شادماں طبیعت ہے

محو حیرت ہوں پیشِ منظر سے
گرچہ بے انتہا مُسرت ہے

تُو نے بھی گھر خُدا کا دیکھ لیا
یہ بھی طارق خُدا کی قُدرت ہے

(مکہ مکرمہ)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

﴿نیا غلافِ کعبہ﴾

عطا ہوتی ہے کعبہ کو خُدا سے
بہ ہر لحظہ بہ ہر دم عظمتِ نو

غلافِ تازہ کعبہ نے ہے پہنا
عجب دل کش ہے اِس کی صُورتِ نو

نظر ڈالی جب اُس پر والہانہ
مجھے حاصل ہوئی کیفیت نو

طواف اس کا کیا الحمد اللہ
خُدا نے مجھ کو بخشی ہمتِ نو

نہ تھا پہلے بھی یہ کچھ کم دل آویز
تعالی اللہ اس کی صورت نو

رقم تاریخ کی اس واقعے کی
یہ میری فکر کی ہے رفعتِ نو

مرے دلبر، ہو تیرے حُسن کی خیر
مرے جانی "مُبارک خلعتِ نو"

۱۴۱۹ھ

۹۹-۴-۲ (مکہ مکرمہ)

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

﴿المولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم﴾ (۱)

درِ دولت پہ اُن کے حاضری دی
یہ ہے لا ریب میری خوش نصیبی

مقامِ عزت وتکریم ہے یہ
نہایت واجب التعظیم ہے یہ

یہ ہے سرکار کی جائے ولادت
تجلّی گاہِ خُورشید رسالت

زیارت گاہِ اہلِ عشق واُلفت
مُراد و مقصدِ اہلِ محبت

مُسلّم اِس کی تقدیس و طہارت
یہ ہے کاشانۂ سلطانِ رحمت

یہ ہے گھر رحمۃ للعالمیں کا
متاعِ فخر و ناز اِس سر زمیں کا

مناسب احترام اس کا نہیں ہے
مُحبانِ نبی کا دل حزیں ہے

مگر یہ رفعتِ ایوان شاہی
قیامت کیوں نہیں آتی الٰہی

خُدا کے گھر میں کچھ بندے خُدا کے
ادب نا آشنا ہیں مُصطفٰی کے

خُدائے پاک کا احسان بُھولے
محمد مُصطفٰی کی شان بُھولے

تہی دل احترام مُصطفٰی سے
محبت کے ہیں دعوے بھی خُدا سے

پسند ان کو نہیں توقیرِ احمد
مگر پھر بھی ہیں مومن اور موحّد

عزازیلی ہے یہ وحدت مآبی
خرابی ہی خرابی ہی خرابی

کرم اے افتخارِ نوح وآدم
"ترحم یا نبیَّ کل، ترخم"

۱۴۱۹ھ

۱۴ مارچ ۱۹۹۹ء

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

المولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

(۲)

ضیائے مولدِ سرکار کی مرہُونِ منت ہیں
جہاں میں آج ہیں جس نوع کی جتنی بھی تنویریں

نہیں اِس کا تجمل حکمرانوں کو پسندیدہ
اِس ارضِ پاک پر ہر سُو ہیں جن کی خُوب جاگیریں

حبیبِ حق کا گھر بے زیب اُنہوں نے چھوڑ رکھا ہے
حسیں سے ہیں حسیں تر جن کی ہر بستی میں تصویریں

کمر بستہ ہو استخفافِ شانِ مُصطفائی پر
"حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں"

(۳۱ مارچ ۱۹۹۹ء)
مکہ مکرّمہ

المولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

کوئی بھی ہو ساعت یہاں دلسوز سماں ہے

یہ مولدِ محبوب خُدائے دو جہاں ہے

بام ودرو دیوار سے حال اِس کا عیاں ہے

تنویر پہ سُلطانیء تاریک دلاں ہے

اے مالکِ کُل روزِ مکافات کہاں ہے؟

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی
مکہ مکرمہ ۹۹-۴-۵

جنت المَعلیٰ (مکہ مکرمہ)

دفن ہیں اس سر زمینِ پاک میں
اوجِ حق کے آفتاب وماہتاب

پاسبانِ کعبہ ، عبد المطلب
جدِ مسعودِ شہِ کیواں جناب

اور قاسم، صاحبِ عزو شرف
نورِ چشم، سرورِ گردوں رکاب

اور خدیجہ ، یعنی ام المؤمنین
خدمتِ شہ کی جنہوں نے بے حساب

اور بو طالب ، عم محبوبِ حق
اِس بہشت آباد میں ہیں محوِ خواب

جاں نثار احباب، حضرت کے عزیز
ہیں یہاں مدفون وہ عزت مآب

ان اکابر کے مقابر کے نشاں
چند پتھر ، ہے یہ کیسا انقلاب

یہ قُبور اہلِ حق یوں پائمال
ہیں مُحبانِ نبی کے دل کباب

ارفع و اعلیٰ قصورِ خسروی
اور تربت ہائے اہلِ حق خراب

اِس سے کیا عزت بڑھی اسلام کی
دیں مجھے توحید کے عاشق جواب

بار ہا خُلدِ مُعلی میں گیا
تھے وہاں ہر وقت زائرِ شیخ وشاب

اسکی از روئے یقیں (۱۰) تاریخ ہے
"بے بدل لوگ ،آخرت کے کامیاب"

۱۰ + ۱۴۰۹ = ۱۴۱۹ھ

(۱۲ مارچ ۱۹۹۹ء)

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

اولیائے خُدا کا ہے جو شعار
وہ خُدا نے بنا دیا، معیار

آج بھی کل بھی قابلِ تقلید
اہلِ حق کا نمونہء کردار

سَعی کیا ہے صفا و مروہ پر
ہاجرہ کے عمل کی ہے تکرار

منزلِ قُربِ کبریا کی سبیل
ہے یقیناً طریقہء ابرار

سعی و قُربانی و طواف و رمی
اِس حقیقت کا ہے حسیں اظہار

(۱۳ مارچ ۱۹۹۹ء مکہ مکرمہ)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

ہے خانہء خُدا کے قریں کوہِ بو قبیس
سینے پہ جس کے آج ہیں شاہی محل کھڑے

کعبہ سے بھی بلند بنایا گیا انہیں
یہ تزک و احتشام ضروری تھا کس لئے

"توحید" کی بقا کے لئے اہلِ نجد نے
جتنے بھی تھے نشانِ مقدس مٹا دیئے

سُنتے ہیں اِس پہاڑ پہ تھی مسجدِ بلالؓ
وہ بھی نہیں ہے آج نگاہوں کے سامنے

ایوان و قصر کا ہے شریعت میں کیا جواز
اے مفتیانِ "خادم حرمین" بولئے

آثارِ اہلِ حق سے ہے ان ظالموں کو بیر
اِن کے عمل کی اِن کو سزا اے خُدا ملے

ناچیز کی طرف سے کوئی بندۂ خُدا
مغرور اِن شہانِ زمانہ سے یوں کہے

"بگذر ز کبر و ناز کہ دیدہ ست روزگار
چینِ قبائے قیصر وطرفِ کُلاہِ کے" (حافظؒ)

(مکہ مکرمہ) ۱۳ ۳ ۹۹

سحابِ کعبہ

زادھا اللہ شرفا وکرامۃ

روز تھا جمعۃ المبارک کا
میں کنارِ حرم پہ بیٹھا تھا

جانبِ بُوقبیس سے آیا
ایک ابرِ سیاہ کا ٹکڑا

کعبۂ پاک کے چہار اطراف
چھا گئی لمحہ بھر میں کالی گھٹا

خُوشگوار ہو گیا معاً موسم
ہو گئی دل کُشا مزید فضا

آج برسے الٰہی ابرِ کرم
دل کی گہرائیوں سے نکلی دعا

بُوندیں آئیں سحابِ رحمت کی
ہو گیا میرا مدعا پُورا

یہ سعادت یہ کیفیت یہ سُرور
تن بدن بھی ، لباس بھی بھیگا

بن کے آنسو ، مِرے بدن کا تمام
جو تھا گرد و غبار ، بہہ نکلا

یہ حقیقت ہے ، صحنِ کعبہ میں
بھیگنے کا بڑا مزہ آیا

لُطف ہاتف سے اس کی ہے تاریخ
ہو گیا، "آج خاص لُطفِ خُدا"

۱۴۱۹ھ

(۱۳ مارچ ۹۹ء)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

﴿مسجدِ الجن﴾

(مکہ مکرمہ)

پڑھی ہیں میں نے بھی اِس میں نمازیں
مُبارک ہیں یہ میری زیست کے دن

خُدا و مصطفٰی کے فضل ہی سے
ہُوا میرے لئے یہ کام ممکن

ہُوئے سرکار اِس میں جلوہ فرما
بنی نوع بشر کے جو ہیں مُحسن

کہی تاریخ فضلِ کبریا سے
"نشان دورِ رحمت مسجدِ جن"

۹ ۱ ۴ ۱ ھ

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

۱۴ مارچ ۱۹۹۹

﴿غارِ حرا﴾

(مکہ معظمہ زادھا اللہ شرفھا)

اِس میں عاکفِ رہے حبیبِ خُدا
اے تعالٰی اللہ شانِ غارِ حرا

جبلِ نُور کی زیارت کی
اپنے بختِ رسا کا کیا کہنا

کیف انگیز ہے فضا اِس کی
اِس کا ماحول ہے نشاط فزا

اِس کی چوٹی پہ ہے وہ غار جہاں
آپ ہوتے تھے انجمن آرا

آپ تک آپ کے خُدا کا پیام
اک مُقرب فرشتہ لاتا تھا

وحی اول ، یہیں ہُوئی نازل
جب کہا جبرائیل نے اِقرأ

ہے نشانِ جلی یہ غارِ جلیل
عبد و معبود کے روابط کا

ہیں یہاں بھی وہ "ناصحانِ کرام"
مُصطفٰی کی نہیں جنہیں پروا

"شِرک" سے روکتے ہیں لوگوں کو
اِن کی "توحید" کا بھی کیا کہنا

نجدیوں کی یہاں حکومت ہے
جن کا قول وعمل نہیں اچھا

مُصطفٰی کے مخالفوں کا عروج
یہ معمّا سمجھ نہیں آتا

کوئی یہ مسئلہ مجھے سمجھائے
کوئی اس راز کو کرے افشا

غار کو دیکھنے کی حسرت تھی
یہ ارادہ مگر نہ پُورا ہُوا

دامنِ کوہ پر کھڑے ہو کر
بارگاہِ کریم میں کی دُعا

آنسوؤں کی زباں میں نذرانہ
خدمتِ شاہِ دیں میں پیش کیا

اِن گنہگار اپنی آنکھوں سے
میں نے بھی "کوہِ نُور" دیکھ لیا

حاضری کی کہی ہے یُوں تاریخ
"قلزمِ آب و تاب، غارِ حرا"

۱۹۹۹ء

۱۴ مارچ ۱۹۹۹ء

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

حاضری قریہ پاک

۱۴۱۹ھ

"مناظرِ دیارِ جُود" (۱۴۱۹ھ)

روانہ ہُوا قافلہ سُوئے طیبہ
میسر ہُوا زادِ راہِ مدینہ

بہ لُطف خُدا و بہ فضلِ محمد
نہیں دُور اب جلوہ گاہِ مدینہ

تصور میں طارق رہا جو ہمیشہ
وہ دیکھیں گے دربارِ شاہِ مدینہ

عجیب شوق کا وارفتگی کا عالم تھا
جب ہم مدینے کو دربار سے خُدا کے چلے

(مکہ مکرمہ سے روانگی کے وقت)

(۱۴ مارچ ۱۹۹۹ء)

شہرِ کرم و رحمت

(۱۴۱۹ھ)

ب:

راہِ طیبہ میں یوں خستہ جاں تھے رواں
تازہ دم تیز پا دیکھتے رہ گئے

دیکھ کر کعبہ پہنچے مدینے میں ہم
روضۂ مُصطفٰی دیکھتے رہ گئے

نکہت و نور کا ایسا دلکش مقام
پہلے دیکھا نہ تھا دیکھتے رہ گئے

ہر گھڑی بیش تر سائلوں کا ہجوم
بارگاہِ عطا دیکھتے رہ گئے

جس طرف آنکھ اٹھی دیکھا جس سمت بھی
نور ہی نور تھا دیکھتے رہ گئے

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

ہر نظارہ حسین و جمیل و نظیف
ہر سماں دل کشا دیکھتے رہ گئے

کیا مواجہہ کے احوال طارقؔ کہیں
شانِ نور خدا دیکھتے رہ گئے

(پہلی حاضری) مدینہ منورہ
(۱۵ مارچ ۹۹ء)

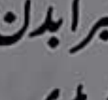

درِ سرکار پر با چشم نمناک
کھڑا ہے صُحدم طارق کمینہ

سروشِ غیب نے تاریخ کہہ دی
یہ "زیبا منظرِ صُبحِ مدینہ"

۱۴۱۹ھ

(۱۵ مارچ ۹۹ء)
(پہلی حاضری) مدینہ منورہ

اپنا اب اور کوئی حسیں دلربا نہیں
لَو آپ سے ہے اے مرے سرور لگی ہُوئی

میرا بدن چُھوئے گی نہ دوزخ کہ اس سے ہے
ٹھنڈی ہوائے شہرِ پیمبر لگی ہُوئی

یا رب نہیں ہے اب کسی پہلو اِسے قرار
کس کی نظر کی چوٹ ہے دل پر لگی ہوئی

طالبِ دعا
المیزاب اویس رضوی

(مدینہ منورہ ۱۵ مارچ ۹۹ء)

رُوح پرور، دل کُشا عالم ہے میرے سامنے
لمحہ لمحہ اِک نیا عالم ہے میرے سامنے

مست و بے خود ہو نہ جاؤں لازمی ہے احتیاط
ذوق افزا کیف زا عالم ہے میرے سامنے

ایک سیلِ روشنی ہے موجزن چاروں طرف
کیا بتاؤں کون سا عالم ہے میرے سامنے

طالبِ دعا

۱۶ مارچ ۹۹ء

ابوالمیزاب اویس رضوی

مجھے حیرت سے دُنیا تک رہی ہے
کھڑا ہُوں میں درِ خیر البشر پر

ہُوا ارمان پُورا حاضری کا
نبی کے آستانِ مقتدر پر

یہاں پہنچا ہُوں کیسے سوچتا ہوں
نظر جب ڈالتا ہوں بال وپر پر

کرم آقا نے فرمایا ہے بے حد
غُلام خانہ زاد و بے ہُنر پر

نہاں تھے اِس قدر طُوفان اِس میں
مجھے حیرت ہے طارقؔ چشمِ تر پر

(۱۶ مارچ ۹۹ء)

ہے پیشِ نظر روضۂ سُلطان مدینہ
کیا ساعتِ مسعود ہے کیا خُوب گھڑی ہے

ہُوں سایہ ء دامنِ حرم میں خُوش وخرم
اب گرم ہوا ہے نہ کوئی دُھوپ کڑی ہے

قدر اُس کی ہے سو عُمر خضر سے بھی زیادہ
طیبہ میں مِرے وقت کی جو ایک گھڑی ہے

ہر تمکنتِ خُسروی وسطوتِ شاہی
سرکار کی چوکھٹ پہ غُلامانہ کھڑی ہے

رُکتے ہی نہیں اشک مواجہہ میں کسی طور
ہے دیدۂ نم ناک کہ ساون کی جھڑی ہے

بخشش کے لئے در پہ بُلا لیتے ہیں آقا
ہم جیسے غُلاموں کی اُنہیں فکر بڑی ہے

اب نارِ جہنم کا مجھے ڈر نہیں طارقؔ
میری بھی نظر گنبدِ خضرا پہ پڑی ہے

مدینہ منورہ ۹۹-۳-۱۶

کیا بتاؤں کیا بتاؤں کیا ہے میرے سامنے
اللہ اللہ گنبدِ خضرا ہے میرے سامنے

عرش سے اس کی بزرگی اس کی عظمت ہے فزوں
مصطفیٰ کی تُربت والا ہے میرے سامنے

میری دیرینہ تمنا آج پُوری ہو گئی
بارگاہِ رحمتِ آقا ہے میرے سامنے

روز جی بھر کر نہاتا ہوں کہ ہوں ظلمت زدہ
نُور کا بہتا ہُوا دریا ہے میرے سامنے

رفعتِ ذکرِ محمد کی صدائیں ہیں بلند
روز و شب سرکار کا چرچا ہے میرے سامنے

اِس سے پہلے کب یہ ممکن تھا کہ میں کہتا یہ بات
آج کہہ سکتا ہوں سب اچھا ہے میرے سامنے

کر دیا ہے گنگ طارقؔ کثرتِ انوار نے
کیا بتاؤں کیا سماں رہتا ہے میرے سامنے

مدینہ منورہ ۹۹-۳-۱۷

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

جب حاضری ہُوئی درِ سرکار پر مِری
دونوں جہاں تھے میرے برابر کھڑے ہُوئے

کیا حُسن کیا جمال درِ مصطفٰی کا تھا
ہر گام پر تھے نُور کے پیکر کھڑے ہُوئے

بُوصیریؒ و سنائیؒ و قدسیؒ ، رضاؒ ، امیرؒ
اقبالؒ و رومیؒ جیسے سخنور کھڑے ہوئے

کافیؒ ، گرامیؒ سعدیؒ ، ضیاؒ ، محسنؒ وحسنؒ
حسانؓ جامیؒ جیسے ثناء گر گھڑے ہوئے

عصیاں کی شرم بھی تھی شفاعت کی آس بھی
عاصی تھے پیشِ شافعِ محشر کھڑے ہوئے

محسوس ہو رہا ہے کہ طارق ہم آج بھی
سرکار کے ہیں بابِ کرم پر کھڑے ہوئے

گنبدِ خضرا

(پہلا حصہ)

خوشا دیکھی مُقدّس جلوہ گاہِ سید و سرور
جمیل وخُوب تر میرے تصور سے کہیں بڑھ کر

عیاں ہے اس کی بیتابی مگر کتنا مؤدب ہے
ہجومِ عاشقاں وخیلِ مُشتاقانِ پیغمبر

غُلام پُر خطا حاضر ہُوا دربارِ آقا میں
فقط سرکار کی بندہ نوازی کے بھروسے پر

مواجہہ ہے مقامِ احتیاط وہوش وآگاہی
جسے دیکھا وہ تصویرِ ادب اخلاص کا پیکر

اساسِ بزمِ ہستی ہے جو ذات اُس کا یہ مرقد ہے
"ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر"

۱۸ مارچ ۹۹ء

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

گُنبدِ خضرا

(دوسرا حصہ)

بہشتِ دیدہء اہلِ محبت گُنبدِ خضرا
مُحمد مصطفٰی کا پرتو انوار ہے گویا

تقدس میں تجمل میں کوئی ثانی نہیں اِس کا
بُزرگی میں وحید العصر ہے تعظیم میں یکتا

جو ہے پیوست محبوب خُدا کے جسمِ اطہر سے
زمیں کا ، عرش اعظم سے بھی وہ ممتاز ہے ٹکڑا

رہیں گے رہتی دُنیا تک محمد کی معیت میں
ابوبکرؓ وعمرؓ کی خُوش نصیبی کا بھی کیا کہنا

مِرے جیسے سیہ کاروں کی کیا اوقات ہے طارقؔ
"نفس گُم کردہ مے آیند جنید و با یزید اینجا"

(۱۷ مارچ سنہ ۱۹۹۹ء)

1..... دونوں ہی مُقدس ہیں ہمارے لئے لیکن
مکہ کی فضا اور مدینہ کی فضا اور

2..... تھا میرے تصور میں بھی کچھ کم نہ دل آویز
دیکھا تو حسیں تھا درِ محبوبِ خُدا اور

۳..... جلووں کی نئی شان بہ ہر دم سحر و شام
میں جب بھی گیا ، بابِ کرم مجھ کو لگا اور

4..... یہ خُلدِ نظر مسجد نبوی کے مناظر
کیا میرے لئے ہو گی حسیں کوئی فضا اور

5..... طرزِ کرم وجُودِ مُحمد ہے نرالا
سُلطانِ مدینہ کا ہے اندازِ عطا اور

6..... پہلے بھی نہیں کوئی کمی اُن کے کرم کی
پہنچا درِ سرکار پہ تو مانگ لیا اور

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

7..... ہوا ور مِرا جذبہ توصیف توانا
خُوش رنگ وحسیں ہو مِرا گُلزارِ ثنااور

8..... دیکھوں درِ رحمت کے دو بارہ بھی نظارے
سرکار کی دہلیز پہ میں مانگتا کیا اور

9..... طارق سے سرِ حشر کہیں کاش یہ قُدسی
ہاں مدحتِ سرکار میں اشعار سُنا اور

۱۸-۳-۹۹

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

مسجدِ قبلتین

خُوش نما اِک مقام تاریخی
مسجدِ قبلتین بھی دیکھی

ساتھیوں نے بھی اور میں نے بھی
اِس مقدس جگہ نماز پڑھی

بیتِ مقدس کی سمت پڑھتے تھے
ساتھ اصحاب کے نماز نبی

آپ کے اس عمل پہ بد طینت
طعنہ زن قوم تھی حریفوں کی

قبلہ ہو جائے کعبۂ مکہ
دل میں سرکار کے یہ حسرت تھی

آپ تھے حالتِ نماز میں جب
یہ ہدایت خُدا نے فرمائی

اپنا منہ پھیر لیں سوئے کعبہ
اب ہے وہ قبلہ آپ کا یا نبی

رُخ حبیبِ خُدا نے پھیر لیا
اور اُس نے بھی جو جماعت تھی

اک نماز اور اُس کے دو قبلے
واقعہ ہے یہ غیر معمولی

قَدْ نَرٰی سے فَوَلِّ وَجْهَکَ سے
آشکارا ہے شان مصطفوی

ہے وہ پروردگار کی بھی رضا
جو حبیبِ خُدا کی ہے مرضی

حکم تبدیل کعبہ جس میں ملا
مسجدِ عالی شان ہے وہ یہی

از سرو قلب "لطف" (۳۹) ہے تاریخ
"خواہشِ مصطفیٰ ہوئی پوری"

۹ ۳ + ۱۳۸۰ = ۱۴۱۹ھ

مسجدِ قبا

اولیں مسجد اہلِ ایمان کی
جس کی سرکار نے بِنا رکھی

اِس کی تعمیر میں لیا حصہ
خُود خُدا کے حبیب پاک نے بھی

باجماعت بھی اور تنہا بھی
اِس میں سرکار نے نماز پڑھی

خاص ہے اس کو مرتبہ حاصل
اہمیت اِس مقام کی ہے بڑی

اجر پائیگا ایک عُمرے کا
اس میں جس شخص نے نماز پڑھی

میں بھی اس میں جُھکا خُدا کے حضور
اِس کے دیدار کی تمنا تھی

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

گوشے گوشے پہ اِس کے ڈالی نظر
اِس کی ایک ایک سمت و شے دیکھی

نفل جو ہو سکے پڑھے اِس میں
مُصحفِ پاک کی تلاوت کی

یاد آئے گی عُمر بھر مجھ کو
اِس کی تقدیس وزینت وخُوبی

میری بے کار زیست میں آخر
یہ مُبارک گھڑی بھی آنی تھی

اِس کی تاریخ یوں ہوئی موزوں
"زندگی بار فیضِ مُصطفوی"

۱۴۱۹ھ

کوہِ اُحد

دُنیا کے پہاڑوں میں ہے یہ واقعی یکتا
محبوب ہے یہ حضرتِ محبوبِ خُدا کا

جانبازی و قربانی و ایثار کا مرکز
میدان ہے سرمایہء عظمت یہ ہمارا

جس دم ہُوا برپا یہ اُسے دیکھ رہا تھا
وہ معرکہ مُشہور ہے جو باطل و حق کا

حق کا سپہ سالار وہ غازی و مُجاہد
اِس کوہ کے دامن میں ہُوا معرکہ آرا

ساتھی ہُوئے قُربان وہ زخمی ہوا خُود بھی
جو بات کہی اُس نے عمل بھی کیا ویسا

فیضانِ دم پاکِ شہیدانِ اُحد سے
گُلزارِ اِرم ہو گیا یہ دشت یہ صحرا

آسودہ غم محترم شہ بھی یہاں ہیں
یہ خاکِ مُقدس فلک اجلال ہے گویا

آقا پہ غُلام ہو گئے قُربان خُوشی سے
بے مثل ہے کردار شہیدانِ وفا کا

لُطف وکرم خاص طفیل اِن شُہدا کے
سرکار سے سرکار کے معبود سے مانگا

"پاکیزہ خیابانِ شہادت" کی زیارت
۹ ۱ ۴ ۱ ھ
طارق کو میسر ہوئی صد شکر خُدایا

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

۱۹ مارچ ۹۹ء

جنت البقیع

(۱) بقیع پاک اہلِ حق کا مدفن
یہ ہے اک گوشہء گلزارِ جنت

(۲) یہاں مدفون ہیں اصحابِ ذی شان
محمد کی جلیل القدر عترت

(۳) جو ہیں والد محمد مصطفیٰ کے
یہاں ہیں دفن وہ بھی با فضیلت

(۴) یہاں امت کی مائیں بھی ہیں مدفون
تعالی اللہ اِس مدفن کی حُرمت

(۵) یہیں ہے عائشہ کی تُربتِ پاک
وہ زیبِ حجرہء شاہِ رسالت

(۶) علی کی اہلیہ و ام حسنین
وہِ بنتِ مصطفیٰ خاتونِ جنت

(۷) یہیں ہے فاطمہ زہراؓ کا مرقد
وہ نُورِ چشم سُلطانِ نبوت

(۸) حسنؓ بھی اور زین العابدینؒ بھی
اِس ارضِ پاک میں ہیں محوِ راحت

(۹) یہاں عثمانؓ بن عفان بھی ہیں
وہ سر تاجِ بناتِ جانِ رحمت

(۱۰) یہاں باقرؒ بھی ہیں آرام فرما
سپہرِ علم و عرفان و ہدایت

(۱۱) یہاں ہر گام پر ہیں جلوہ فرما
نبی کے عاشقانِ پاک طینت

(۱۲) مُحبانِ خُدا و سرورِ دین
مُکرم اولیائے پاکِ اُمت

(۱۳) تصوف کے تعلم کے مشاہیر
فلک رُتبہ امامانِ طریقت

(۱۳،ا) شریعت کے غواص کے وہ کشاف
وہ بحرِ علم و عمانِ فقاہت

(۱۴) جو مکہ میں نظر آئی زبوں تر
یہاں بھی ہے وہی قبروں کی حالت

(۱۵) یہ بے ترتیب جو ہیں چند پتھر
کسی عبدِ مُکرم کی ہے تُربت

(۱۶) گِرا ڈالے مزارات اہلِ حق کے
ہُوئی ہے دین کی کیا اِس سے خدمت

(۱۷) ابھی تک اہلِ ایماں کر رہے ہیں
سعودی حکمرانوں کی مذمت

(۱۸) کوئی ابلیس آدم رو تھا جس نے
انہیں دی اس قساوت کی اجازت

(۱۹) انہیں کدَ ہے خُدا کے اولیاء سے
خدا سے ہے مگر پھر بھی محبت

(۲۰) جو ہیں آثار پُر انوار اُن کے
زمانے میں نہ رہ جائیں سلامت

(۲۱) کنواں عثمانؓ کا بھی بند ہے اب
گیا تھا میں وہاں بہرِ زیارت

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

(۲۲) ہے ویراں فارسی سلمان کا باغ
کبھی آباد تھا اور خوب صورت

(۲۳) خدا کے دوستوں سے دشمنی ہے
یہی ان نجدیوں کی ہے شریعت

(۲۴) یہ حرکت کی بنامِ دیں اُنہوں نے
محل موجود ہیں جن کے بہ کثرت

(۲۵) یہی خواہش یہی کوشش ہے ہر دم
بڑھے اُن کی جہاں میں شان وشوکت

(۲۶) برائے حفظ و استحکام شاھی
لُٹاتے پھر رہے ہیں مال و دولت

(۲۷) عمل جن کا عقیدہ جن کا ہے یہ
یہاں بخشی گئی اُن کو حکومت

(۲۸) جو گُستاخانِ محبوبانِ حق ہیں
یہاں وہ کر رہے ہیں عیش وعشرت

(۲۹) کوئی ہے مصلحت اِس میں کوئی رمز
خُدائے پاک کی ہے کوئی حکمت

(۳۰) ورائے فہم انسانی ہے یہ بات
یہ ہے رازِ خُدائی فی الحقیقت

(۳۲) حقیقت میں بقیع پاک طارقؔ
ہے جلوہ زارِ تقدیس و طہارت

(۳۳) کئی بار حاضری دی دستِ بستہ
یہ خُوش بختی یہ میرا اوجِ قسمت

(۳۴) ''ادب'' سے یُوں کہی تاریخؔ طارق
۷
''جہانِ عظمت و مجد و جلالت''
۷ + ۱۹۹۲ = ۱۹۹۹ء

طالبِ دعا

ابوالمیزاب اویس رضوی

(۳۰ مارچ ۱۹۹۹ء)
مکّہ مکرّمہ

یہ سماں ، اللہ اکبر ، دیکھتے ہی دیکھتے
سامنے ہے بابِ سرور ، دیکھتے ہی دیکھتے

بن گیا بگڑا مُقدر ، دیکھتے ہی دیکھتے
ہے غُلام آقا کے در پر دیکھتے ہی دیکھتے

دیکھنے میں کم نہ تھا کُچھ اُن کے در تک فاصلہ
آ گیا سرکار کا در دیکھتے ہی دیکھتے

یہ مواجہہ یہ ریاض الجنۃ یہ بابُ السلام
آ گئے پیارے مناظر دیکھتے ہی دیکھتے

ہم بروزِ حشر جا پہنچیں گے طارقؔ خُلد میں
پڑھتے پڑھتے نعتِ سرور، دیکھتے ہی دیکھتے

(مدینہ منورہ) ۹۹-۳-۱۶

آج کل ہے کثرتِ انوار میرے سامنے
روز و شب ہے روضہء سرکار میرے سامنے

اِک بُزرگ و محتشم پیشِ نظر ہے بار گاہ
اِک عظیم الشان ہے دربار میرے سامنے

تھا ازل سے میرے دل میں شوق جس کی دید کا
ہے وہ بابِ خُوب و فیض آثار میرے سامنے

اِس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا حسیں منظر کوئی
گُنبدِ خضرا ہے جلوہ بار میرے سامنے

اب نہ دیکھوں گا تو ہو جائیگا مُشکل صبر و ضبط
مُستقل رہ اے جمالِ یار میرے سامنے

(مدینہ منورہ) ۹۹-۳-۱۶

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

نعت شریف

دُور رہ کر بھی وہ ہر آن مدینے میں رہے
خُوش مقدر کئی انسان مدینے میں رہے

شرفِ تام کی تحصیل یُونہی ممکن تھی
بن کے جبریل بھی دربان مدینے میں رہے

ہر جگہ وہ مِری بہبود کا رکھتا ہے خیال
عرش پر یا مِرا سُلطان مدینے میں رہے

حالِ اُمت سے وہ رہتا ہے بخُوبی آگاہ
لاکھ اُمت کا نگہبان مدینے میں رہے

یہ تقدس یہ تجمل یہ کرم اور کہاں
کُل جہاں چھوڑ کے انسان مدینے میں رہے

کوئی لاکھوں میں کروڑوں میں مجھے دکھلا دے
آدمی وہ جو پریشان مدینے میں رہے

دو جہاں کی ہمیں حاصل ہے یہاں ہر نعمت
ہم کہاں بے سرو سامان مدینے میں رہے

کر سکے پھر بھی حقِ نعت کہاں اُن کا ادا
حشر تک اُن کا ثنا خوان مدینے میں رہے

واپسی کیا یہی ہوتی ہے جب عالم یہ ہو
دل مدینے میں رہے جان مدینے میں رہے

انتہائے کرمِ شاہِ عرب ہے طارقؔ
ایک عجمی سگِ حسان مدینے میں رہے

مدینہ منورہ ۲۰ مارچ ۹۹ء

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

جو ہیں نامِ آقا پہ مِٹ جانے والے
وہ ہیں دائمی زندگی پانے والے

اُنہیں بھی نہ رحمت سے مَحروم رکھا
ہمیشہ رہے جو ستم ڈھانے والے

بد اندیش کی بھی بھلائی کے خواہاں
عدو پر بھی ہیں رحم فرمانے والے

نوازا ہمیں تُو نے اتنا کہ اب ہم
کہیں بھی نہیں ہاتھ پھیلانے والے

تُو قاسم اورہم تیرے محتاجِ نعمت
بحمد اللہ ہم ہیں ترا کھانے والے

جب آئے تو یہ کس قدر شادماں تھے
خفا ہیں ترے شہر سے جانے والے

درِ خواجہ سے اورجاؤں کہیں کیوں
یہ لمحے نہیں بار بار آنے والے

ترے شہر میں موت آئے مجھے بھی
ترے شہر والے ہوں دفنانے والے

رہے اُن میں طارق بھی سرکار شامل
درِ پاک پر ہیں جو لوگ آنے والے

(۲۰ مارچ ۹۹ء مدینہ مطہرہ)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

تازہ ایماں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے
شادماں جاں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

نُوریوں کی بزم میں جس کا نہیں عشرِ عشیر
وہ چراغاں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

عاصیوں کی منتظر ہے رحمتِ پروردگار
فضلِ یزداں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

زائرانِ تُربتِ انور پہ واجب ہے جناں
عام اعلاں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

گُنبدِ خضرا کے سائے میں آرام وسُکوں
لُطف واحساں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

اعترافِ جُرم مُشکل ہی سے کرتا ہے کوئی
کتنا آسان ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

بھیک کا طالب گدا صورت قطار اندر قطار
خیلِ شاہاں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

خالی رہ جائے کسی سائل کا دامانِ طلب
کب یہ امکاں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

تھا زمانے کی نظر میں ایک معمولی جو فرد
فخرِ دوراں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

مرجعِ ارباب حق بابِ رُسولِ حق نما
حق نمایاں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

حُسنِ جنت پر بجا ہے نازشِ رضواں مگر
کون خواہاں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

میں زمانے کے مسیحاؤں کے پیچھے کیوں پھروں
میرا درماں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے

اس میں کوئی شک نہیں عابدؔ[۱] نے طارقؔ سچ کہا
"راحتِ جاں ہے سُنہری جالیوں کے سامنے"

طالبِ دعا

۹۹-۳-۲۱ مدینہ منورہ

ابو المیزاب اویس رضوی

[۱] مکرمی ڈاکٹر خواجہ عابد نظامی مدیر اعلیٰ ماہنامہ "درویش" لاہور

آستانہ شہِ لَولاکَ لَمَا کا دیکھا
ہر طرف موجزن اِک نُور کا دریا دیکھا

تابشِ شامِ مدینہ ہُوئی دیدہ افروز
صُبح طیبہ کا دل آویز اُجالا دیکھا

جائے تقدیس وتجلی و بزرگی قدمین
جھکھٹا با ادب عشاقِ نبی کا دیکھا

اہلِ صفہ کی وہ بیٹھک درِ جبریل امیں
سامنے آیا جو منظر وہی زیبا دیکھا

منبر افصح آفاق وخطیبِ اعظم
روضہء جنت و محراب و مصلّٰی دیکھا

اہلِ ایمان کی ماؤں کے جہاں تھے حُجرے
وہ علاقہ بھی مُنیر و متجلّی دیکھا

اور بھی دیکھے ستوں اُستنِ حنانہ سمیت
جو خیالوں میں تھا آنکھوں سے وہ نقشہ دیکھا

طُرفہ عالم تھا درخشانی و تابانی کا
ہر رُخِ مسجدِ شہ روشن و رعنا دیکھا

راستے صافِ مہک بار فضا پاک ہوا
جو سُنا ویسا ہی شہرِ شہِ والا دیکھا

اُن کے انفاس کی مہکار کا ہر سمت رچاؤ
ہر طرف اسمِ محمد کا اُجالا دیکھا

ایک ہی ساقی ومیخانہ کے سب ہیں مے نوش
جو بھی دیکھا درِ سرکار پہ اپنا دیکھا

کشتِ ویرانِ دل وجاں ہُوئی میری سرسبز
ابرِ لُطف و کرم ہر وقت برستا دیکھا

اب اگر بند بھی ہوجائیں تو افسوس نہیں
اِن نگاہوں نے شہنشاہ کا روضہ دیکھا

انتہا بندہ نوازی کی ہے طارق لاریب
میں سیاہ کار نے بھی گنبدِ خضرا دیکھا

۲۱-۳-۹۹

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

نعت شریف

اگر عنایت خُیر الانام ہو جائے
الم نصیب معاً شاد کام ہو جائے

جوصِدق دل سے نبی کا غُلام ہو جائے
وہ بر گزیدہ و عالی مقام ہو جائے

اُسے سلامتیٔ عاقبت کی فکر نہیں
جو شخص داخل باب السلام ہو جائے

یہ چند روز کی میعاد ہے بُہت تھوڑی
طویلِ شہر نبی میں قیام ہو جائے

نہیں ہے اب کوئی ارماں اب اِس کے بعد اگر
صباحِ عُمر دو روزہ کی شام ہو جائے

کمالِ حُسن کے پیکر وہ جلوہ گر ہیں جہاں
قیام گاہ مِری وہ مقام ہو جائے

جو دیکھی مسجد نبوی تو اب یہ خواہش ہے
نصیب پھر بھی سُجود وقیام ہو جائے

جو زندگی ہے فقیرِ حقیر کی باقی
وہ ذکر شاہ میں گزرے تو کام ہو جائے

مُراد نعت نگاری سے آپ کی رضا ہے
نہیں یہ میری تمنا کہ نام ہو جائے

گدا ہے ،ساقیٔ کوثر تہی سُبو طارؔق
عطائے خاص سے پُر اِس کا جام ہو جائے

مدینہ منورہ ۹۹-۳-۲۱

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

لیں گُنبدِ خضرا کی نگاہوں نے بلائیں
دیکھا ہے مواجہہ کا دل افروز نظارہ

وہ روشنی دیکھی ہے شبستانِ حرم میں
اب چاند ہی جچتا ہے نظر میں نہ ستارہ

محفوظ رہا دامنِ جاں بابِ کرم پر
چنگاری الم کی نہ کوئی غم کا شرارہ

افسوس کہ رُخصت کی گھڑی آ گئی نزدیک
جو نظم مِشیت کا ہے اُس سے نہیں چارہ

کی عرض بصد عجز و تضرع پس تسلیم
سرکار ملے حاضری کا اِذن دوبارہ

دُشوار مراحل سبھی ہو جائیں گے آسان
بس آپ کی رحمت کا ہے در کار اشارہ

۹۹-۳-۲۲ (مدینہ منورہ)

جاتے ہیں تو آ جاتے ہیں اِس در پہ گدا اور
دیتے ہیں وہ بھیک اور وہ کرتے ہیں عطا اور

تکرار طلب سے ہیں گُریزاں یہاں سائل
یہ در وہ نہیں جس پہ کہ دی جائے صدا اور

ہر دن شہِ والا کے درِ لُطف وکرم پر
بڑھتا ہی رہا سلسلہء جود و عطا اور

ایک ایک ثناء خوانِ محمد تھا نظر میں
یاد آتے رہے رومی واقبال رضا اور

کچھ اشک ندامت کے، خجالت کے کچھ آنسو
دامن میں مِرے کچھ بھی نہ تھا اِس کے سوا اور

لُطف وکرم خاص پہ، مسجد نبوی میں
اللہ و محمد کا ادا شکر کیا اور

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

(مدینہ منورہ)

مِرا وقت آپ کے در پر بڑے آرام سے گُزرا
نہ فکرِ آخرت تھی اور نہ دُنیا کی پریشانی

خُدا کی مہربانی ، آپ کی غایت عنایت ہے
سُنہری جالیوں کے سامنے میری ثناء خوانی

شکستہ لفظ ، جملے خام ، اندازِ بیاں ناقص
عیاں ہے آپ پر میری سخن گوئی سخن دانی

نہ محو ہوگا حسیں نقش اُس کا لوحِ ذہن سے ہرگز
جو دیکھی آپ کے در پر مِری آنکھوں نے تابانی

دل افسردہ ہُوا جاتا ہے احساسِ جدائی سے
درِ عالی سے رُخصت ہو رہا ہوں کب بہ آسانی

مسلسل حاضری کاشانۂ اقدس پہ ہو میری
دگر بارہ بھی میں دیکھوں یہ جلووں کی فراوانی

سلام اے مظہرِ حسن وجمال ذاتِ ربانی
"سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سُبحانی"

(یہ اشعار بعد از نماز فجر مواجہہ شریف میں پڑھے گئے) (۲۳ مارچ ۹۹ء)

اِس مرکزِ طہارت وتقدیس وحُسن سے
جی چاہتا نہیں ہے مگر جا رہا ہوں میں

حج کا بہت قریب ہے یومِ سعید بھی
جس طرح طے شُدہ ہے سفر جا رہا ہوں میں

سب دُور ہو گئی مِرے دل کی شکستگی
کہتا ہے کون ، خستہ جگر جا رہا ہوں میں

تسکین رُوح ، عافیت جاں سکُون قلب
لے کر فروغِ فکر و نظر جا رہا ہوں میں

بخشی ہے جس نے مجھ کو وِلا اس کریم کی
دوبارہ اُس کریم کے گھر جا رہا ہوں میں

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

۲۲-۳-۹۹ (مدینہ منورہ)

ہے ختم انتظار کی گھڑیوں کا سلسلہ
صد شکر آج میرا منٰی میں قیام ہے

ہے صبحدم روانگی اُس کے لئے مِری
حج کی ادائیگی کا جو اصلی مقام ہے

سنہ ۹۹ء (منٰی) شام

عرفات جس کی منزلِ مقصود و انتہا
"شکر خُدا کہ آج گھڑی اُس سفر کی ہے"

میدانِ بخشش وکرم حق ہے بالیقیں
یہ عفو گاہ اُمتِ خیر البشر کی ہے

۲۶ مارچ سنہ ۹۹ء
یوم عرفہ (صبح) (جمعہ)

﴿الحمد اللہ رب العلمین﴾

"جزائے جزیلِ نعتِ حضرت"

۹ ۹ ۹ ء

(۱)

بروزِ جُمعہ ادا حج کیا گیا اِس سال
بہ فضلِ ربِ بُزرگ و مہیمن و برتر

جو دیکھا ایک سمندر تھا آنسوؤں کا رواں
عجیب وادیٔ عرفات کا تھا وہ منظر

کرم طلب تھے خدائے کریم سے بندے
کوئی دعا تھی کُشادہ تھا اُس پہ بابِ اثر

اِس اجتماعِ مُبارک میں میں بھی شامل تھا
کرم خصوصی کیا حق تعالیٰ نے مُجھ پر

خُدا کے اِس کرمِ خاص کی کہی تاریخ
"فضیلتِ حجِ اکبر، ھو السمیع اکبر"

۱ ۴ ۱ ۹ ھ

۲۷ مارچ سنہ ۹۹ء منٰی (مکہ مکرمہ)

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

(۲)

کیا یومِ جُمعہ کو طارق نے حج
شرف ہے یہ بے شک عظیم و خطیر

مُسرت سے تاریخ اِس کی کہی
ہُوا ہے "عجب فضلِ رب کبیر"

۹ ۱ ۴ ۱ ھ

۲۷-۳-۹۹ منٰی (مکہ مکرمہ)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

عرفات میں وقوف کا منظر بھی خُوب تھا
شُکرِ خُدا نصیب ہوا اُس کو دیکھنا

تھا بندگانِ ربِ محمد کا اژدحام
ہر سمت تھا ہجومِ غلامانِ مُصطفٰی

پُر نُور صورتیں حسیں چہرے تھے ہر طرف
"تھا موتیوں سے دامنِ صحرا بھرا ہُوا"

ہر چشم اشکبار تھی ہر دل کرمِ طلب
ہر لب پہ تھی دعا و مناجات و التجا

تھا بے نظیر مانگنے والوں کا اجتماع
تھی بے مثال بارگہِ رحمت و عطا

دشت وجبل سے عظمت و شانِ حق آشکار
میں دم بخود تھا دیکھ کر عرفات کی فضا

خواہانِ التفات و کرم تا غروبِ شمس
بندے تھے اور سلسلہء گریہء و بُکا

تھا شامل حیات یہ روزِ سعید بھی
یہ یادگار دن بھی مِری زندگی میں تھا

اللہ کے حضور میں اُس سر زمین پر
کچھ اور ہی مزہ تھا قیام و سُجود کا

طارقؔ نے بھی خُدائے غفور و رحیم سے
جو مانگنا تھا مانگا جو کہنا تھا وہ کہا

۹۹-۴-۴ (مکہ مکرمہ)

مُزدلفہ

پس ادائیگیٔ حج یہاں شب بھر
خُدائے پاک کے محبوب نے کیا تھا قیام

"جہاں جہاں سے وہ گزرے جہاں جہاں ٹھہرے"
قرار پائے زیارت گہِ جہاں وہ مقام

گزاری رات عبادت میں خاکسار نے بھی
بیاد و پیرویء شاہِ دین و شاہِ انام

اگرچہ اجنبی ماحول ہے تمام مگر
بڑے سکوں بڑی راحت میں ہیں نبی کے غُلام

نہیں بُلندی و پستی و خار و سنگ کی فکر
خُوشی سے محوِ عبادت ہیں حاجیانِ کرام

وقوفِ عرصۂ عرفات و لیلِ مُزدلفہ
اعادہ اُن کا ہے سرکار نے کئے ہیں جو کام

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

یہ واضح ہے شبِ مُزدلفہ سے قیامت تک
کہ دین طاعت و تقلید مصطفیٰ کا ہے نام

مطابقت جسے کردارِ شاہِ دین سے ہے
نتیجہ خیز و مبارک ہے وہ سُجود و قیام

"اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بُو لہبی ست"
جو قول و فعلِ محمد ہے ، ہے وہی اسلام

خُدا نصیب کرے بار بار طارق کو
یہ رات دلکش و روشن ، جمیل و خُوب یہ شام

(مُزدلفہ) ۲۸ مارچ ۹۹ء

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

منٰی

(۱)

ہو گئے ہیں امر قیامت تک
کار ہائے خلیلِ رحمانی

حاجیوں کے منٰی میں کام ہیں دو
اِک رمی دوسرا ہے قربانی

دیکھنے میں اگرچہ مشکل تھے
کام دونوں ہُوئے بہ آسانی

مجھ کو حاصل ہوئی دلی تسکین
میں نے پایا فراغِ رُوحانی

جن کا مقصود ہے رضائے خُدا
کوئی اُن کو نہیں پریشانی

جلوہ زارِ انابت و تسلیم
ہے منٰی اِک مقام لاثانی

درسِ ایثار و ترک دیتا ہے
تازہ کرتا ہے ذوقِ ایمانی

وقف ہے بہرِ دوست مومن کی
ہر متاعِ مالی و جانی

نہیں خُورشیدِ حق زوال پذیر
عشق کی سلطنت نہیں فانی

میں نے تاریخ اس شرف کی کہی
"لطفِ سُبحان و فضلِ ربانی"

۱۴۱۹ھ

طالبِ دعا ۲۹ مارچ ۹۹ء (مکہ مکرمہ)
ابوالمیزاب اویس رضوی

منٰی

(۲)

ہے سرکوبی شیاطیں کی ضُروری
شیاطیں بانیانِ فتنہ و شر

منٰی کے تین شیطانوں کی خاطر
چنے میں نے بھی مزدلفہ سے کنکر

ہجومِ خلق بے اندازہ و حصر
اک انسانوں کا متلاطم سمندر

تمازت کی نہ کوئی حبس کی حد
نہ گھبرایا غُلامِ شاہِ کوثر

رسائی تھی ہدف تک گو نہ آساں
چلا لیکن خُدا کے آسرے پر

عنایت سے خُدا و مصطفٰی کی
سُہولت ہی سُہولت تھی میسر

مُسلسل تین دن با عزمِ راسخ
لگائی ضرب شیطانوں کے سر پر

انہیں دُھتکارا ابراہیم نے جب
نظر کے سامنے آیا وہ منظر

حریص مرضی و خُوشنودیٔ رب
خُدا کا عبدِ خاص ، اللہ اکبر

ہُوا بیٹے کی قربانی پہ تیار
رضا جُوئے خُدائے پاک و برتر

ارادہ پختہ تھا نیت تھی صادق
ملی اس کو رضائے ربِ اکبر

ہُوا پیدا اُسی کے خانداں میں
خُدا کا آخری پیارا پیمبر

ادا کی اُس نے بھی سنت خلیلی
وہ جو ہے بدر کا سالارِ لشکر

یقیں افروز ہے تاریخ اِس کی
منٰی کی داستاں ایمان پرور

یہ سُنت سینکڑوں سالوں سے اب تک
ادا کی جا رہی ہے با تواتر

رمی کی اور قربانی کی حکمت
ہے واضح خُوب اربابِ نظر پر

(تعالیٰ اللہ حزب اللہ کی شوکت)
شکوہِ اہلِ حق ، اللہ اکبر

ہُوئی تاریخ اس منظر کی موزوں
تعالیٰ شانہٗ "یہ پیارا منظر"

۱۴۱۹ھ
(مکہ مکرمہ) ۲۹-۳-۹۹

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

﴿جبلِ رحمت﴾

آج حاضر ہوں جبلِ رحمت پر
میری کتنی بڑی سعادت ہے

میں کہاں یہ مقامِ خاص کہاں
ربِ رحمان کی عنایت ہے

آدم اور اُن کی اہلیہ حوّا
اِن بزرگوں سے اِس کی نسبت ہے

اِس جگہ پر ہُوا ملاپ اُن کا
اِس جگہ کی بڑی فضیلت ہے

اِس کے پہلو میں کِس قدر ہے سکوں
اِس کے دامن میں کتنی راحت ہے

جُھنڈ ہیں جا بجا درختوں کے
تھی کبھی ، اب کہاں حرارت ہے

اِس کی تاریخ یُوں ہُوئی موزوں
"گلشنِ جبلِ فضل ورحمت ہے"

۱۹۹۹ھ

۳۱-۳-۹۹ (مکہ مکرمہ)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

غارِ ثور

چھوڑ کر مکہ جانب "یثرب"
جب حبیبِ خُدا نے کی ہجرت

اس میں کچھ دن رہے مقیم حضور
ہے یہی غارِ ثور کی عظمت

ثانی اثنین صدق خو بو بکر
تھے رفیقِ مُربیٔ امت

ڈھونڈتے ڈھونڈتے جب آ پہنچا
دُشمنوں کا گروہِ بد طینت

فکر صدیق کو ہُوئی لاحق
اس پہ یُوں لب کُشا ہوئے حضرت

ساتھ ہے جو ہمارا اللہ ہے
خوف کھا اور ہو نہ کم ہمت

خاسر و نا مراد ہوئے دُشمن
کی خُدا نے حفاظت و نصرت

یہ جو ہے "یارِ غار" کی ترکیب
ہے اِسی غار سے اُسے نسبت

ایک کوہِ بلند کے نیچے
ایستادہ تھا میں بھی با حیرت

اِس مبارک مقام پر آ کر
تھی عجب کیفیت عجب حالت

اس کی چوٹی پہ غار ہے موجود
رہ گئی دل کی دل ہی میں حسرت

بند تھا غارِ ثور کا رستہ
بد نصیبی ، یہ شومیٔ قسمت

بن گئے راستے کی وہ دیوار
ہے یہاں جن کے ہاتھ میں قُوت

ان کی "توحید" ہے عجیب وغریب
ان کی طُرفہ ہے منطق وحکمت

یہ خُدا کے حبیب کے بیری
اور خُدا سے ہے دعویٔ اُلفت

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

وہ مقام و محل پسند نہیں
جس کی محبوبِ حق سے ہے نسبت

کاش یہ حکمراں سمجھ جائیں
ہے خطرناک نشہء قوت

اُن کی خدمت میں بھیجی نذرِ درود
عام ہے جن کی رحمت و رأفت

وہ مِری حاضری قبول کریں
جن کی توصیف ہے مِری دولت

میری کاوش پسند فرمائیں
جن کی تعریف ہے مِری ثروت

کیا "مُبارک نظارہ" ہے طارقؔ
۱۴۱۹ھ
ہے عجب شُبھ گھڑی زہے قسمت

(۲ اپریل ۹۹ء مکہ مکرمہ)

دیکھا ادب سے میں نے ابراہیم کا مقام
پتھر پہ ثبت نقشِ قدم ہیں خلیل کے

منزل نُمائے قافلہ ہائے حیات ہیں
عالی مقام دوست خُدائے جلیل کے

۳۰ مارچ ۱۹۹۹ء (مکہ مکرمہ)

برائے طالبانِ مغفرت ہیں
حطیم و مُلتزم ابوابِ رحمت

عبادت کا شرف میں نے بھی پایا
بہ زیرِ سایہء میزابِ رحمت

(مکہ مکرمہ) ۹۹-۳-۳۰

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

مواجہہ کے قریب

زیادہ میری طلب سے مواجہہ کے قریب
ملا ہے شاہِ عرب سے مواجہہ کے قریب

نہ تھی مجال مری یہ نہ تھی مِری اوقات
گیا ہوں ان کی طلب سے مواجہہ کے قریب

ہوئی ہے مدحتِ آقا زہے یہ خوبیٔ بخت
غلامِ عفو طلب سے مواجہہ کے قریب

پڑھا درود کیا پیش صبح وشام سلام
خلوص و فرطِ ادب سے مواجہہ کے قریب

سراپا سوز ، مجسم نیاز ، روشن رخ
ملے ہیں لوگ عجب سے مواجہہ کے قریب

پئے سلام محبانِ مصطفیٰ تھے کثیر
گھلا ملا تھا میں سب سے مواجہہ کے قریب

جراحتِ دل وزخم جگر کی کیفیت
کہی ملیح عرب سے مواجہہ کے قریب

خوشی تھی جالیوں کو دیکھنے کی چومنے کی
گزارا وقت طرب سے مواجہہ کے قریب

ضرور ہوں گی وسیلہء مصطفیٰ سے قبول
دعائیں کی ہیں جو رب سے مواجہہ کے قریب

مرے لئے وہ بنیں گے ذریعہ بخشش
کہے جو شعر ادب سے مواجہہ کے قریب

مری نظر میں ہے اب بھی وہی سماں طارقؔ
میں دیکھ آیا ہوں جب سے مواجہہ کے قریب

مکہ مکرّمہ
۲۵-۳-۱۹۹۹

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

جب پہلی نظر گنبدِ خضرا پہ پڑی تھی
وہ سب سے بھلی عُمرِ گریزاں کی گھڑی تھی

پہنچایا کِس آرام سے طیبہ میں خُدا نے
آغازِ سفر میں مجھے تشویش بڑی تھی

کیا رُوح فزا کُوئے نبی کے تھے نظارے
ایک ایک قدم پر صفِ عشاق کھڑی تھی

وہ میرے دل وجاں میں بھلا کیسے سماتے
آئینہ بہت چھوٹا تھا تصویر بڑی تھی

ہر جنبشِ لب ، دیدۂ پرنم کا ہر آنسو
گجرا تھا سلاموں کا درودوں کی لڑی تھی

مجھ جیسے بڑے عاصیٔ دوراں کو نوازا
آقا کی عطا میری خطاؤں سے بڑی تھی

وہ وقت بھی کیا سعد وفرح بخش تھا طارق
"جب پہلی نظر گنبدِ خضرا پہ پڑی تھی"

۹۹-۴-۳ (مکہ مکرمہ)

ابابیلیں

پُرانا رابطہ ہے حق کی جلوہ گاہ سے اِن کا
تعلق ہے بہت دیرینہ بیت اللہ سے اِن کا

کبھی جو ابرہہ کا لشکر جرار آیا تھا
برائے انہدام خانۂ غفار آیا تھا

ابابیلوں نے اُس کو نیست و نابود کر ڈالا
ہے کوئی دیکھنے والا ہے کوئی سوچنے والا؟

عجب تھی معرکہ آرائی اُن کمزور جانوں کی
ابھی تک چرخ میں ہے آگہی تاریخ دانوں کی

تہِ چرخِ کہن تازہ ابھی تک یاد ہے اُن کی
ابابیلوں کی موجودہ سپہ اولاد ہے اُن کی

جنودِ ابرہہ کی ہے نظر پھر آج کعبے پر
ہیں فرزندانِ کعبہ کیا ابابیلوں سے بھی کمتر؟

۹۹-۴-۴ (مکہ مکرمہ)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

کبُوتر

بکثرت مکہ میں دیکھے کبُوتر
مگر کچھ دُور ہی حدِ حرم سے

ہے اِن کی ناز برداری مسلسل
ہیں ان کے چاہنے والے بہتیرے

یہ فرمائشِ کئی احباب کی تھی
اُنہوں نے کی تھی آتے وقت مجھ سے

سُہولت جب ہُوئی مجھ کو میسر
اُنہیں ہر روز دانے میں نے ڈالے

مُشرف اُن کی خدمت سے ہُوا میں
ملا جس وقت موقع آتے جاتے

معزز ہیں کبُوتر غول در غول
مکرم ہیں ابابیلوں کے جتھے

یہ نسبت کی عجُوبہ کاریاں ہیں
یہ ہیں ربطِ خُصوصی کے کرشمے

عقیدت کی ہیں ترجیحات نادر
محبت کے تقاضے ہیں نرالے

جنوں کی طرفگی ہے اصلِ دانش
کوئی یہ بات مانے یا نہ مانے

۹۹-۳-۶ (مکہ مکرمہ)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

طوافِ آخریں جب کر رہا تھا
طبیعت کی تھی کیفیت عجب تر

کھلے اسرارِ پوشیدہ بہ ہر گام
یقیں افروز تھے وہ سات چکر

خوشی سے یا جُدائی کے قلق سے
چھلکتے تھے مِری آنکھوں کے ساغر

نچھاور کر دیئے جی بھر کے میں نے
نگارِ کعبہ پر اشکوں کے گوہر

لپٹ کر بابِ کعبہ سے دُعا کی
الٰہی یہ کرم ہو بارِ دیگر

رہی آنکھوں سے بھی دل سے بھی جاری
مسلسل اشک باری مُلتزم پر

یہ لمحاتِ سعادت بار بار آئیں
خُدایا یہ عنایت ہو مکرر

پیوں میں چشمۂ زمزم کا پانی
ترے لطف وکرم سے زندگی بھر

بہ ظاہر ہے یہ میری آخری سعی
مِری آنکھیں ہیں اِس احساس سے تر

نظر ہی سے اُسے چُوما کئی بار
جو ہے جنت کا اِک کالا سا پتھر

رسُولِ پاک کی جائے ولادت
وہ بوسہ گاہِ مہر و ماہ و اختر

کیا پیش ہدیۂ تسلیم و تعظیم
عجب تھا دیدۂ پُرنم کا منظر

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

بسر پینتیس دن میں نے کیے جو
فضائے مکہ و طیبہ میں آ کر

بُھلانا اُن کا ممکن ہی نہیں ہے
مجھے آتے رہیں گے یاد اکثر

سرو قلب "ابد" سے اس کی تاریخ
"سعید و خُوب و دیدہ زیب منظر"

۳ + ۱۹۹۶ = سنہ ۱۹۹۹ء

طالبِ دعا
ابو المیزاب اویس رضوی

واپسی

گُزارے ہیں جو آقا کے نگر میں
وہ روز و شب ابھی تک ہیں نظر میں

مُیسر آ نہیں سکتی وہ گھر میں
مِلی راحت جو طیبہ کے سفر میں

تجلّی ہی تجلّی ، نُور ہی نُور
نبی کے شہر کے شام و سحر میں

درِ حضرت کے جلوے دیکھ سکتا
یہ طاقت تھی کہاں میری نظر میں

تمنا ہے ، جو باقی زندگی ہے
بسر ہو جائے اُن کی رہگذر میں

۱۵ اپریل سنہ ۹۹ (حسن ابدال)

لبوں سے چُومنا سوءِ ادب تھا
لئے بوسے نظر سے سنگِ در کے

مواجہہ میں ، بتا سکتا نہیں ہُوں
تھے کیا احوال میری چشمِ تر کے

نہایت عاجزی سے التجا کی
کہ اے آقا ابوبکرؓ و عمرؓ کے

کھڑا ہُوں آپ کی خدمت میں نادم
جرائم سامنے ہیں عُمر بھر کے

درِ رحمت پہ عاصی کو بُلایا
نوازا مہربانی خاص کر کے

سوالی کی طلب سے بڑھ کر بخشا
مجھے بھیجا مگر دامن کو بھر کے

خُدا شاہد ، وہ لمحے بن گئے ہیں
اَمر، میری حیات مُختصر کے

کہاں طارقؔ کہاں وہ بابِ رحمت
کوئی دیکھے تو بھاگ اِس بے ہُنر کے

۲۰ اپریل ۱۹۹ (حسن ابدال)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ

تکمیل سفرِ حج وزیارتِ روضہء مقدسہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سعادت
کے حصول کے بعد بخیریت واپسی پر اظہارِ تشکر

سُنہری جالیوں کو دیکھنا بخشا گیا مجھ کو
مِری اوقات تھی کیا اور کیا بخشا گیا مجھ کو

برائے مغفرت ذوقِ ثنا بخشا گیا مجھ کو
متاعِ عشقِ محبوبِ خُدا بخشا گیا مجھ کو

مجھے وصفِ محمد کے لئے اِس کی ضرورت تھی
بہت سرمایہء فکرِ رسا بخشا گیا مجھ کو

جھلک جس میں ہے نعتِ رومی واقبال وجامی کی
وہ طرزِ مدحت ورنگِ ثنا بخشا گیا مجھ کو

مجھے شامل کیا خیلِ ثناء گویانِ خواجہ میں
گدازِ کافی و سوزِ رضا بخشا گیا مجھ کو

فراقِ طیبہ میں کچھ کم نہ تڑپایا گیا مجھ کو
بالآخر اجر بھی بے انتہاء بخشا گیا مجھ کو

شرف پُورے گھرانے کو ملا ہے حجِ اکبر کا
یہ توصیف محمد کا صلہ بخشا گیا مجھ کو

کئی دن سانس لی اُس میں ہوا جو روح پرور ہے
وہ پانی جس کی خُوبی ہے شفا بخشا گیا مجھ کو

قیام وقعدہ کی لذت ملی اللہ کے گھر میں
سجودِ مسجدِ خُیر الوریٰ بخشا گیا مجھ کو

حطیم ومُلتزم پر کی دُعا بھی اشکباری بھی
ملالِ جُرم و احساسِ خطا بخشا گیا مجھ کو

درِ حضرت پہ میری حاضری کا بن گیا موجب
جنوں بخشا گیا تو کام کا بخشا گیا مجھ کو

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

مواجہہ میں ہُوئی حاصل سعادت نعت خوانی کی
خُوشا قسمت شرف کتنا بڑا بخشا گیا مجھ کو

مِرے حالات سے حاجات سے وہ بے خبر کب تھے
جو مانگا اور جو نہ مانگا گیا بخشا گیا مجھ کو

میں اس قابل نہیں تھا آستانِ خواجہ سے طارقؔ
مِرے دامن کی وسعت سے سوا بخشا گیا مجھ کو

۲۱ اپریل ۹۹ء (حسن ابدال)

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

﴿ واپسی از مدینہ منورہ ﴾

آساں نہیں ہے شہرِ محمد سے واپسی
یہ حاضری کے دن بڑی مشکل سے آئے ہیں

آنا تھا لازمی درِ سرکار سے مگر
کچھ ہم ہی جانتے ہیں کہ کس دل سے آئے ہیں

۲۳ مارچ ۱۹۹۹ء

"وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" (المائدہ)

(۱۹۹۹)

﴿قطعہء تاریخِ تکمیل "تجلیاتِ حرمین"﴾

"چراغِ نُور فشانِ حق" ۱۹۹۹ء

"روشنیء چراغِ مُصطفٰی" ۱۹۹۹ء

اللہ کا گھر ، دیکھا درِ سرور دیں بھی
حاصِل ہُوئی سب سے بڑی خُوش بختیء دارین

جو ہو سکا آثار و مناظر کا کیا ذِکر
الفاظ میں کھینچ سکتا نہیں نقشہء حرمین

تکمیل کی تاریخ کی طارقؔ تھی مجھے فِکر
ہاتفِ نے کہا "مطلعِ فیضانِ کریمین"

طالبِ دعا ۱۴۲۰

(حسن ابدال) ۲۲ اپریل سنہ ۹۹ء

ابوالمیزاب اویس رضوی

۸۷۶ ..... ۹۲

قطعہء تاریخ : سال طباعت "تجلیات حرمین" ۱۴۲۲ھ
۲۰۰۲ء

"مظہرِ حشمتِ مدینہ"

۲۰۰۲ء

ادائیگی حج و حاضریٔ روضہء پاک
شرف عظیم ہے بے شک بڑی سعادت ہے

نگاہِ لطف خدا صالحین پر ہے اگر
تو عاصیوں پہ بھی اس کی نگاہ رحمت ہے

یہ افتخار ملا اس گناہ گار کو بھی
یہ بخت کی ہے بلندی یہ اوج قسمت ہے

طواف خانہء غفّار کا ملا اعزاز
خدائے پاک کی جس سے ہویدا عظمت ہے

مقام توبہ و غفران و جائے استغفار
حریم عفو ہے جو مرکز انابت ہے

تجلیات مدینہ منورہ دیکھیں
ہر ایک بندۂ مومن کو جن کی حسرت ہے

جمال گنبد خضرا کا بھی ہوا دیدار
علو نظر کا ہے یہ رفعت بصیرت ہے

کھڑا ہوں ان کے مواجہ میں اور سلام پڑھا
وہ جن کی ذات سے ظاہر رخ حقیقت ہے

یہی وہ در ہے جہاں سے گناہ گاروں کو
نوید مغفرت و رحمت و شفاعت ہے

☆☆☆☆☆

فقیہہ عصر تھے استادِ عالمان کبیر
جہانِ فیض پہ ان کی محیط شہرت ہے

میں ان کے علم کے خرمن کا خوشہ چین ہوں خوشا
یہ میرے واسطے گنجینۂ سعادت ہے

جلیل عالم وشیخ الحدیث محی الدینؒ
کمال شانِ تعلم وہ پاک طینت ہے

جمالِ چہرۂ گفتار ، عبد رحماںؒ شاہ
وہ فخر نطق وبیاں ، نازشِ خطابت ہے

سمائے علم کا شہباز ، شاہ حسین الدین
نظر ور چمن دانش بصیرت ہے

خصوصیت ہے جو ان پاک باز بندوں کی
وہ دین سرور کون و مکاں کی خدمت ہے

یہ آل پاکِ محمد ہے استوار اس سے
زہے نصیب ، مرا رشتۂ مودت ہے

مشاھدات مقاماتِ باکرامت کے
رقم بہ نظم کئے حق کی یہ عنایت ہے

یہ ان کی خاص توجہ کا ہے نتیجہ کہ آج
مشاھدات کو حاصلِ کتابی صورت ہے

صمیم قلب سے ، ناکارۂ جہاں طارقؔ
سپاس گوئے کرم ، شاکرِ خدایت ہے

بہ شکلِ خوب ہوئی جلوہ گر مری محنت
یہ وقت میرے لئے باعثِ مسرت ہے

طالبِ دعا
ابوالمیزاب اویس رضوی

کہی خوشی سے طباعت کے سال کی تاریخ
یہ میرا شیوہ بہ تقلیدِ اعلیٰ حضرت ہے
سروش غیب کی تائید خاص سے طارقؔ
''کتاب فیض مدینہ'' سن طباعت ہے
۱۴۴۴ء

''ناچیز خادم خدام خواجہ طیبہ''(۲۰۰۲)

محمد عبد القیوم طارقؔ سلطان پوری

مرے عزیز ، مرے محترم شہاب الدین
بلند ذوق ہے جن کا ، نفیس عادت ہے
ادب سے ، علم سے غایت ہے ان کی دلچسپی
یہ خاندان کی ان کے جلی روایت ہے
جو خاندان فضیلت مآب ہے ان کا
مجھے بھی اس سے عقیدت ہے اس سے نسبت ہے
مُشاھدات مقاماتِ باکرامت کے
رقم بہ نظم کئے حق کی یہ عنایت ہے

یہ ان کی خاص توجہ کا ہے نتیجہ کہ آج
مشاھدات کو حاصل کتابی صورت ہے
صمیم قلب سے ، ناکارۂ جہاں طارقؔ
سپاس گوئے کرم ، شاکرِ عنایت ہے
بہ شکل خوب ہوئی جلوہ گر مری محنت
یہ وقت میرے لئے باعث مسرّت ہے
کہی خوشی سے طباعت کے سال کی تاریخ
یہ میرا شیوہ بہ تقلید اعلیٰ حضرت ہے
سروش غیب کی تائید خاص سے طارقؔ
کتاب فیض مدینہ'' سن طباعت ہے
۱۴۲۲ھ

''ناچیز خادم خدام خواجہء طیبہ'' (۲۰۰۲ء)

محمد عبدالقیوم طارقؔ سلطانپوری

حسن ابدال ۲۸ جنوری ۲۰۰۲ء

طالبِ دُعا: خاکپائے فقراء و علماء
فقیر القادری محمد مقصود حسین نوشاہی اویسی رضوی
☆☆☆☆☆ R-3/N17 گلبرگ۔ گلستان مصطفیٰ۔ کراچی۔ فون: 0300-2052869

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا